عربیہ کو اٹھانا پڑا۔ 11 ستمبر کی صیہونی سازش کے ضمن میں پیدا ہونے والے سیاسی و مذہبی اتھل پتھل میں عالم اسلام جن جن دلخراش مسائل سے دوچار ہوا اور اس کی پاداش میں عراق و افغانستان سامراجیت کے بھینٹ چڑھ گئے اور سعودیہ، پاکستان اور ایران خاص طور پر ان کے ٹارگٹ پر چلے آرہے ہیں۔ اسی طرح دیگر روح فرسا واقعات سعودی عرب کے اندر و باہر جنم لے رہے تھے، جن کا انتہائی حکمت عملی سے مقابلہ کرنا انہی کا خاصہ تھا۔

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اور کتاب وسنت کے احکامات پر التزام کی بدولت اللہ تعالی کا خاص کرم مملکت کے حکمرانوں کے شامل حال رہا ہے۔

شاہ فہدؒ کے والد اور موجودہ سلطنت کے بانی ملک عبدالعزیزؒ نے 1924 میں قرآن وسنت پر مبنی شرعی نظام نافذ کیا تھا۔ تا حال ان خوش قسمت حکمرانوں نے اس نظام پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا۔ اس عظیم ملک کے عظیم حکمرانوں نے ہمیشہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اپنی خصوصی برادری میں شامل رکھا اور ہر آزمائش میں حق برادری ادا کرتا رہا۔ جب پاکستان عالمی سازش کے تحت دولخت ہوگیا تو اس وقت کے عظیم مفکر شاہ فیصلؒ نے جس دکھ درد کا اظہار فرمایا تھا وہ اب تاریخ کا حصہ ہے۔ جب بھی پاکستان پر دشمن ملک کی طرف سے جنگ تھوپی جاتی تو وہ اسے اپنے خلاف جنگ تصور کرتے۔ جب پاکستان نے ایٹم بم بنایا تو پاکستان کا ناطقہ بند کرنے کیلئے سامراجی طاقتوں نے عالمی پیمانے پر دفاعی و اقتصادی پابندیاں لگائیں تو خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیزؒ ہی تھے جن کا دل پاکستان کے لئے دھڑکتا تھا، انہوں نے ایسا اقتصادی سہارا دیا جس سے پاکستان پہلی اسلامی ایٹمی قوت کی حیثیت میں الحمدللہ اپنی جگہ قائم ودائم رہا۔ ان جیسی ہستیوں کے لئے سعدی کا یہ شعر موزوں ہے:

دولتِ جاوید یافت ہر کہ نکو کار زیست　　　کز عقبش ذکر خویش زندہ کند نامرا

آپ اپنے والد گرامی شاہ عبدالعزیزؒ کے دور سے شاہ خالد بن عبدالعزیزؒ تک کلیدی عہدوں پر فائز رہے تھے، خصوصی صلاحیتوں اور طبعی فہم وفراست کے مالک تھے۔ ان صلاحیتوں کی بدولت آپ ایک کامیاب حکمران ثابت ہوئے۔ عالمی افق پر رونما ہونے والے حالات وواقعات اور زمینی حقائق کا گہرا ادراک رکھتے تھے۔ عالم اسلام کے لئے ان کے دل میں گہری ہمدردی کے جذبات موجزن تھے۔ امت اسلامیہ کی صفوں میں اتحاد و یکجہتی کو فروغ دینے کوششوں میں آپ کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد یکم اگست 2005 کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ اپنے آبائی قبرستان میں انتہائی سادگی سے مدفون ہوئے۔ نہ جھنڈا سرنگوں ہوا، نہ کوئی کتبہ تختی آویزاں کی گئی۔ دنیا کے متمول ترین ملک کے بادشاہ کے مزار پر گل وگلاب اور چادروں کی چڑھائی ہوئی۔ نہ قبر ایک بالشت سے زیادہ اونچی بنائی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم بھی یہی تھا، تصویروں کو

مٹادیا جائے اور جو قبر اونچی ہوا سے برابر کردیا جائے،،۔(صحیح مسلم)

جب یہ اندوہناک خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تو لوگ بہت مغموم ہوئے اور ہر سو افسوس اور حزن کا سماں پیدا ہوا۔جمعیت اہل حدیث بلتستان کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے امیر جماعت الشیخ عبدالرحمٰن حنیف،مجلس عمل کے رئیس الشیخ عبدالرشید صدیقی اور جمعیت کے مدیر عام الشیخ عبدالواحد عبداللہ نے فوری طور پر خادم الحرمین الشريفين الملك عبدالله بن عبدالعزيز آل سعود،ولى العهد الأمير سلطان بن عبدالعزيز،وزير الدفاع والطيران والمفتش العام ،الأمين العام لرابطة العالم الإسلامي ،وزير الأوقاف والشئون الإسلامية،سفير المملكة العربية السعودية اورمدير مكتب الدعوة اسلام آباد وغیرہ مملکت کے کبار مسئولین کے نام تعزیتی خطوط ارسال کئے۔

ہم اللہ تبارک وتعالی سے دعا کرتے ہیں أن يتغمد خادم الحرمين الشريفين بواسع رحمته ويحسن مثواه في جنت النعيم ويلهم الجميع الصبر والسلوان ويجزيه على جلائل أعماله الإسلامية الخالصة التى أنجزها بدافع من الإيمان القوى ويجعله ممن أنعم عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصلحين وحسن أولئك رفيقا.وإنا لله وإنا إليه راجعون.

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی تخت نشینی

خادم الحرمين الشريفين فهد بن عبدالعزيزؒ کی رحلت کے بعد مملکت سعودیہ عربیہ کے دستور کی دفعہ 6 کے تحت شاہی خاندان ،سول وفوجی حکام ،سرداران قبائل ،علماء ومشائخ اور عام لوگوں نے ان کے بھائی عبداللہ بن عبدالعزیزؒ کے ہاتھ پر بایں الفاظ بیعت کی:(نبايعه علي كتاب الله وسنة رسوله ﷺ وعلى السمع والطاعة في العسر واليسر والمنشط والمكره وعلى اثرة علينا وأن لاننازع الأمر أهله) ''ہم اپنے بادشاہ کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق اس بات پر بیعت کرتے ہیں کہ ہم تنگی وآسانی اور خوش گوار و ناگوار ہر دو حالتوں میں سمع وطاعت سے کام لیں گے،چاہے ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور ہم حکمرانوں سے سرکشی نہیں کرینگے''۔

بیعت کے بعد شاہ عبداللہ نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔''میں آپ لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ قرآن کریم کو ملک کا دستور اور اسلام کو منہج بناؤں گا اور میرا سب سے پہلا کام حق کی بالادستی ،عدل وانصاف کی سربلندی اور بغیر تمیز کے سعودی عوام اور یہاں پر مقیم غیر ملکیوں کی خدمت ہوگا۔بعض اخباری بیانات کے مطابق شاہ عبداللہ نے بیعت کے وقت جھک جھک کر ہاتھ کا بوسہ لینے کے رواج سے منع کیا اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کا جو سادہ طریقہ تھا،اسی کو اپنانے پر زور دیا۔

شاہ عبدالعزیزؒ اور ان کی اولاد کو اس ملک میں حکومت کرتے ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے۔ اس خاندان کی اعلی روایات میں سے دین اسلام کے احکام کی اطاعت، علماء کے ساتھ روابط، عقیدہ توحید کی پاسداری، اعلی اخلاق اور تواضع کے ساتھ ساتھ اپنی قوم کی خیر خواہی و ہمدردی نمایاں اوصاف ہیں۔ اسی وجہ سے عوام و باشندگان ان سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ شاہ عبداللہ اس نجیب خاندان میں سے مملکت کا چھٹا بادشاہ ہے۔

آپ 1924 میں ریاض میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے قائم کردہ مدرسے میں بڑے بڑے ماہر اساتذہ سے مکمل کی۔ خود شاہ عبدالعزیزؒ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔ بعد ازاں اس وقت کے معروف و نابغہ روزگار علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے، علماء کے مجالس سے بھی فیضیاب ہوتے رہے۔ اپنے والد ماجد سے حکمرانی کے ڈھنگ اور حربی سلیقے، قبائلی اسرار و رموز سے روشناس ہوئے، والد محترم کے بعد اپنے بھائیوں شاہ سعود، شاہ فیصل، شاہ خالد اور شاہ فہد رحمہم اللہ کے دست و بازو بنے رہے، شب و روز ان کے ساتھ بسر ہوئے، بڑے اہم ملکی و بین الاقوامی امور کے فیصلوں میں شریک رہے، اس طرح ان کی نگہ بلند، سخن دلنواز اور جاں پرسوز ہوئی جو کہ میر کارواں کا رخت سفر ہے۔ شاہ فیصل کے دور میں نیشنل گارڈ کے کمانڈر کی حیثیت سے اور شاہ خالدؒ کے دور میں نائب ولی عہد و کمانڈر نیشنل گارڈ کی صورت میں فرائض منصبی سرانجام دیتے رہے۔

1982 میں شاہ فہد نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے شہزادہ عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔ اور نیشنل گارڈ کی کمانڈ کے علاوہ نائب وزیر اعظم کا بھی عہدہ دیا۔ گویا نوجوانی سے لیکر اب تک اعلی عہدوں پر فائز چلے آرہے ہیں۔ خاص کر خادم الحرمین ملک فھد کی علالت کے دوران حکومت کی بھاگ ڈور سنبھالنے کی وجہ سے حکمرانی کا طویل تجربہ حاصل ہے۔

طویل القامت شاہ عبداللہ بن عبدالعزیزؒ واضح عربی خد و خال اور نہایت سادہ طبیعت کے مالک ہیں، آپ نرم گفتاری اور صاف گوئی کے لئے مشہور ہیں۔ اسلامی اقدار کی پابندی کرتے اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مغرب کی طرف سے سعودیہ عربیہ کی اسلامی روایات و پختہ عقیدے پر تنقید کے ساتھ ان کو پیشکش کی گئی کہ یہ ملک اسلامی روایات و عقیدے سے ہٹ جائے تو انہیں عالمی تجارتی تنظیم W.T.O میں شامل کیا جائے گا۔ شاہ عبداللہ نے جواب میں کہا کہ ہم تجارتی مواقع اور سرمایہ کاری کی شراکت کو خوش آمدید کہتے ہیں، مگر اپنے فکر و تہذیب کو بدلنے اور اسلامی اقدار پر کوئی سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسی طرح فلسطین و کشمیر وغیرہ مظلوم اقوام کے سلسلے میں ان کا موقف بہت واضح اور جاندار رہا ہے۔ بہر حال خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ کی ہمہ پہلو شخصیت اس قابل ہے کہ وہ اس عظیم مملکت کی عظمت رفتہ کا امین و خیر خلف ثابت ہوں۔